انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

۵ صفر، ۱۴۴۴ھ

2 ستمبر، 2022ء

نُصرتِ اِلٰہی

اہمیت و اسباب

(یومِ دفاعِ پاکستان/یومِ تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت/سیلاب متأثرین سے تعاون)

042-37374429 0315-7374429
alnizamia7374429@gmail.com

مرکزی دفتر: جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

اِنۡ يَّنۡصُرۡكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَـكُمۡ‌ۚ وَاِنۡ يَّخۡذُلۡكُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِىۡ يَنۡصُرُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ‌ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے اور اُس کی مرضی کے خلاف کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ وہ چاہے تو اسباب کے بغیر ہی سب کچھ کر دے اور وہ نہ چاہے تو اسباب کے ہوتے ہوئے بھی کچھ نہیں ہو۔ وہ چاہے تو بے سر وسامان لوگوں کو شاندار فتح اور عزت نصیب ہو اور وہ نہ چاہے تو ایٹمی طاقت رکھنے والا ملک بھی دنیا کے سامنے کاسہ لیے ذلیل ہوتا رہے۔

یہ عقیدہ پختہ ہونا اتنا ضروری اور باعثِ برکت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی شہزادی محترمہ کو یہ کلمات سکھائے: سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمۡ يَشَأۡ لَمۡ يَكُنۡ۔ یعنی "اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سب خوبیاں اُسی کے لیے ہیں، قوّت وطاقت اللہ کی مدد سے ہی ہے، اللہ نے جو چاہا وہ ہو گیا اور جو اُس نے نہیں چاہا وہ نہیں ہو سکتا۔" فرمایا: "جس نے یہ کلمات صبح کے وقت کہہ لیے وہ شام تک محفوظ رہے گا اور جو شام کو یہ کلمات کہہ لے صبح تک اُس کی حفاظت کی جائے گی۔" (سنن ابوداود، حدیث: 5075)

ویسے تو ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی مدد پر ہی نظر ہونی چاہیے، مگر عمومی طور پر آسائش وسکون میں انسان غافل ہو جاتا ہے اور جب مشکل پیش آتی ہے، غفلت کا پردہ ہٹتا ہے تو یکسوئی سے ربّ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور اُس کی مدد سے اُمّیدیں باندھتا ہے۔ غافلوں کا ذکر کرتے ہوئے ربّ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ‌ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوۡ دُعَآءٍ عَرِيۡضٍ۔ یعنی "جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں تو (شکر کرنے سے) منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دُور ہٹ جاتا (یادِ الٰہی سے تکبر کرتا) ہے اور جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے تو (لمبی) چوڑی (بہت زیادہ) دعائیں کرتا ہے۔" [حٰمٓ السجدہ 51:41]

اِس وقت مسلمانانِ عالم، بالخصوص اہلِ پاکستان جس صورتِ حال سے دوچار ہیں، ربّ تعالیٰ کی طرف سے مدد کے بغیر بہتری کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ حکمرانوں کا اپنے مفادات کی خاطر اسلام اور مسلمانوں کی پرواہ نہ کرنا، کفار کا متحد ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منصوبے بنانا، پاکستان میں حالیہ سیلاب سے متاثرین کی بدحالی، قادیانیوں اور دیگر اسلام دشمنوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر مسلم حکمرانوں کی خاموشی وغیرہ... سبھی اُمور اتنے خطرناک ہیں کہ نصرتِ الٰہی کے بغیر اُمّید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔

بالخصوص ستمبر کا مہینہ ربّ تعالیٰ کی مدد یاد دلاتا ہے، چھ ستمبر، 1965ء کو بھارتی فوج کی طرف سے اچانک سخت حملے کے موقع پر اہلِ پاکستان جس طرح محفوظ رہے، یہ اللہ کی مدد کے بغیر ممکن ہی نہیں تھا۔ اِسی طرح بیرونی سرپرستی کے باوجود سینکڑوں عاشقانِ رسول ﷺ کی شہادتوں کے بعد 7 ستمبر، 1974ء کو پاکستانی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، یہ بھی غیبی مدد کا ہی نتیجہ تھا۔

چنانچہ آج کے خطبہ میں نصرتِ الٰہی کی اہمیت اور اُس کے اسباب سے متعلق کچھ گفتگو ہو گی۔

نصرتِ الٰہی کی اہمیّت

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں، 17ھ میں اسلامی افواج ایران کو فتح کرنے کے لیے پہنچیں تو مشہور ایرانی علاقے تُسْتَر کا گورنر ہُرْمُزان اپنی فوج کے ساتھ قلعہ بند ہوگیا۔ امیرِ لشکر سیدنا ابو موسیٰ عبد اللہ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی دن تک قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا، بالآخر ہرمزان نے طے کرلیا کہ ہمیں امیر المؤمنین کے دربار میں بھیج دیا جائے، وہ ہمارے بارے میں جو بھی فیصلہ کریں ہمیں منظور ہوگا۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرمزان کو اُس کے بارہ ساتھیوں سمیت مدینہ منوّرہ کی طرف بھیج دیا۔ چشمِ فلک نے مسلم فوج کی دیانت داری اور سچائی کا یہ عجیب منظر دیکھا کہ یہ قیدی اپنے شاہی انداز میں مدینہ منوّرہ پہنچے، ریشمی لباس، سونے کے کنگن اور سج دھج... سب کچھ اُسی طرح باقی تھا۔ اہلِ مدینہ اِنھیں دیکھ کر حیران ہونے لگے۔

جب وہ مسجدِ نبوی میں پہنچے تو دیکھا کہ امیر المؤمنین اپنے سر انور کے نیچے چادر رکھ کر آرام فرما رہے تھے، ہرمزان یہ منظر دیکھ کر ہکّابکّا رہ گیا اور کہنے لگا: هٰذَا مَلِكُكُمْ؟ یہ تمہارا بادشاہ ہے؟ لوگوں نے کہا: هٰذَا الْخَلِيْفَةُ۔ یعنی یہ تمہاری طرح کے بادشاہ نہیں، یہ خلیفۃ الرسول اور خلیفۃ المسلمین ہیں۔ کہنے لگا: أَمَا لَهُ حَاجِبٌ، وَلَا حَارِسٌ؟ اِن کا کوئی دربان اور محافظ (سیکیورٹی گارڈ) نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا: اَللّٰهُ حَارِسُهُ حَتّٰى يَأْتِيَ عَلَيْهِ أَجَلُهُ۔ (اِنھیں محافظ کی ضرورت نہیں) اللہ تعالیٰ خود اِن کا محافظ ہے، البتہ جب موت کا وقت آجائے تب وفات ہونی ہی ہے۔ ہرمزان نے کہا: هٰذَا الْمَلِكُ الْهَنِيْءُ۔ (ہماری زندگیاں تکلف اور خوف میں گزرتی ہیں) یہ بے تکلف اور بے خوف بادشاہ ہیں۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے تو اُسے دیکھ کر فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذَلَّ هٰذَا وَشِيْعَتَهُ بِالْإِسْلَامِ۔ یعنی سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اسلام کو عزت دی اور اِسے اور اِس کے تمام لشکر کو ذلیل کردیا۔

ہرمزان کے ساتھ آنے والے وفد نے کہا: گورنر سے مذاکرات کا آغاز کیجیے! آپ نے فرمایا: لَا، حَتّٰى لَا يَبْقٰى عَلَيْهِ مِنْ حِلْيَتِهِ شَيْءٌ۔ یعنی (شریعت نے مرد کے لیے سونے اور ریشم وغیرہ زیور کو حرام قرار دیا ہے) جب تک یہ زیور وغیرہ، غیر اسلامی لباس نہیں اُتارتا مَیں اِس سے بات نہیں کروں گا۔ چنانچہ شاہی لباس اُتروا کر اُسے سادہ لباس پہنایا گیا۔[1]

مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا تو مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اللہ کریم کی حمد وثنا پر مشتمل خوب صورت کلمات کہے۔ بعد میں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرمزان سے فرمایا: تم بات کرو۔ اُس نے کہا: مَیں پانی پینا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اُسے پانی دیا گیا، وہ بہت گھبرایا ہوا تھا، امیر المؤمنین نے فرمایا: اِشْرَبْ، لَا بَأْسَ عَلَيْكَ إِنِّيْ غَيْرُ قَاتِلِكَ حَتّٰى تَشْرَبَهُ۔

---

[1] البدایہ والنہایہ، ج:7، ص:100، دار احیاء التراث۔ تاریخ طبری، ج:4، ص:87، دار التراث

بے فکر ہو جاؤ، جب تک تم یہ پانی نہیں پی لیتے تمہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔ اُس نے پانی کو گرا کر ضائع کر دیا اور کہا: آپ نے مجھے امان دے دی ہے، یہ پانی مَیں نے نہیں پیا، اب آپ مجھے قتل نہ کیجیے۔ چنانچہ امیر المؤمنین نے اُس کا معاملہ مؤخر کر دیا۔

ویسے تو اِس روایت میں سیکھنے کی کئی باتیں ہیں، مگر عنوان کی مناسبت سے جس بات کا ذکر مقصود ہے وہ یہ ہے کہ امیر المؤمنین نے ہرمزان سے فرمایا: كَيْفَ رَأَيْتَ الَّذِيْ صَنَعَ اللّٰهُ بِكُمْ ؟ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ جو معاملہ فرمایا ہے اُسے کیسا دیکھتے ہو؟ (اللہ نے مسلمانوں کو غلبہ عطا کر کے تمہیں ذلیل و رسوا کیا ہے، کیا سمجھتے ہو یہ سب کیسے ہوا ہے؟) ہرمزان نے کہا: يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ! كُنْتُمْ وَأَنْتُمْ عَلٰى غَيْرِ دِيْنٍ نَتَعَبَّدُكُمْ وَنَقْضِيْكُمْ وَنَقْتُلُكُمْ، وَكُنْتُمْ أَسْوَأَ الْأُمَمِ عِنْدَنَا حَالًا وَأَخَسَّهَا مَنْزِلَةً، فَلَمَّا كَانَ اللّٰهُ مَعَكُمْ لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ بِاللّٰهِ طَاقَةٌ۔ یعنی اے اہلِ عرب! جب تک تم نے اسلام قبول نہیں کیا تھا تو ہماری نظر میں تم بدترین حالت اور گھٹیاترین درجے پر تھے، ہم تمھیں غلام بنالیتے تھے، تمہارا فیصلہ اپنی مرضی سے کرتے تھے اور تمھیں قتل کرتے تھے، مگر جب اسلام قبول کرنے کے بعد تمھیں اللہ تعالیٰ کی مدد مل گئی تو ربّ سے مقابلہ کرنا کسی کے بس میں نہیں، اِسی لیے اب دُنیا کی تمام طاقتیں تمہارے سامنے ڈھیر ہیں۔ (الطبقات الکبری، ج:5، ص:66، دار الکتب العلمیۃ۔ سیر اعلام النبلاء، ص:140، مؤسسۃ الرسالۃ)

بعد میں حضرت ہرمزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور ایران کی فتح میں اِن کی مشاورت کا بنیادی کردار تھا۔(1)

ہرمزان مسلم افواج کے ساتھ طویل لڑائی کے بعد جس نتیجہ پر پہنچے یہ قرآنِ مجید کی عملی تصدیق و تفسیر ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے: اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ [آل عمران 3:160] "(اے مسلمانو!) اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں بے سہارا چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے گا؟ اور مومنوں کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے۔"

---

[1] فَأَسْلَمَ الْهُرْمُزَانُ فَقَالَ (عمر): إِنِّيْ مُسْتَشِيْرُكَ فِيْ مَغَازِيَّ هٰذِهٖ، قَالَ: نَعَمْ! مَثَلُهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيْهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِيْنَ مَثَلُ طَائِرٍ لَهٗ رَأْسٌ وَلَهٗ جَنَاحَانِ وَلَهٗ رِجْلَانِ، فَإِنْ كُسِرَ أَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ بِجَنَاحٍ وَالرَّأْسُ فَإِنْ كُسِرَ الْجَنَاحُ الْآخَرُ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ وَالرَّأْسُ، وَإِنْ شُدِخَ الرَّأْسُ ذَهَبَتِ الرِّجْلَانِ وَالْجَنَاحَانِ وَالرَّأْسُ، فَالرَّأْسُ كِسْرٰى وَالْجَنَاحُ قَيْصَرُ وَالْجَنَاحُ الْآخَرُ فَارِسُ، فَمُرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلْيَنْفِرُوْا إِلٰى كِسْرٰى۔ (صحیح بخاری:3159) ہرمزان اسلام لائے تو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ سے فارس، اصفہان اور آذربائیجان پر فوج بھیجنے کے سلسلے میں مشورہ کرنا چاہتا ہوں، ہرمزان نے کہا: ان ممالک اور ان کے اسلام دشمن لوگوں کی مثال اس پرندے جیسی ہے جس کا ایک سر اور دو بازو ہوں، اگر اس کا ایک بازو توڑ دیا جائے تو وہ اپنے دونوں پاؤں ایک بازو اور سر کے ساتھ قائم رہ سکتا ہے، اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو پھر بھی دونوں پاؤں اور سر کے ساتھ قائم رہ سکتا ہے، لیکن اگر سر توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں دونوں بازو بے کار ہو جائیں گے ... سر کسریٰ اور بازو قیصر و فارس ہیں، اگر آپ فتح چاہتے ہیں تو مسلمانوں کو حکم دے دیں کہ پہلے وہ کِسریٰ پر حملہ کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور مسلمان فاتح ٹھہرے۔

نصرتِ الٰہی کا سبب... دینِ اسلام کی مدد

قرآن وسنت میں اُن خوش نصیبوں کا تذکرہ فرمایا گیا جنھیں ربّ تعالیٰ دونوں جہان میں اپنی مدد سے نوازتا ہے، یوں وہ دُنیا وآخرت میں عزت وسرفرازی پاتے ہیں۔ اِن میں سرِفہرست وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین "اسلام" کی مدد کرتے ہیں اور اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کے لیے اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ... "اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔"[محمد 7:47] میدانِ جنگ میں بھی ڈٹے رہو گے، اسلام پر بھی استقامت نصیب ہوگی اور پُل صراط پر بھی تمہارے قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ (خزائن العرفان، ملخصًا)

ایک دوسرے مقام پر یوں فرمایا: وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ۔ "اور جو اللہ کے دین کی مدد کرے یقیناً اللہ تعالیٰ ضرور اُس کی مدد فرمائے گا۔"[الحج 40:22]

یومِ دفاعِ پاکستان... نصرتِ الٰہی کی عظیم یادگار

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے دین کی سربلندی کے لیے اجتماعی طور پر کوشش کی اللہ تعالیٰ کی مدد سے کامیابی نے اُن کے قدم چومے۔ غزواتِ نبویہ اور دورِ فاروقی کی فتوحات سے آج تک، ہر دور میں دُنیا نے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتے دیکھا۔

پاکستان ہی کو لیجیے! بانیانِ پاکستان نے اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کیں اور اخلاص کے ساتھ یہ نعرہ لگایا: "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ الا اللّٰہ" تو بے سروسامانی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اُنھیں کامیابی سے نوازا اور مختصر عرصے میں پاکستان کو آزادی کی دولت عطا فرمائی۔

پھر "یومِ دفاعِ پاکستان" کے موقع پر ربّ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی مدد پر غور کیجیے! 6 ستمبر، 1965ء کو بھارتی افواج نے رات کی تاریکی میں بھاری توپ خانے کے ساتھ لاہور پر تین اطراف سے حملہ کیا، وہ اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ صبح کا ناشتہ لاہور کو فتح کرکے وہاں کریں گے۔ پاک فوج کی توجہ لاہور سے ہٹانے کے لیے بھارت نے سیالکوٹ محاذ پر بھی 600 ٹینکوں کے ذریعے حملہ کردیا۔ کہا جاتا ہے کہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد یہ ٹینکوں کی سب سے بڑی لڑائی تھی، مگر پاک آرمی، فضائیہ اور بحریہ نے اپنے اپنے دائرۂ کار میں بہادری کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نُصرت سے دشمن کو تمام محاذوں پر پسپا کیا۔

کئی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس جنگ میں پاک فوج کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نگاہِ عنایت حاصل تھی۔

بھارتی فوجیوں اور ہوابازوں کو جب پاکستانی فوج نے گرفتار کیا تو وہ حیران ہو کر پوچھتے تھے: پاکستان کے وہ سبز پوش (سبز لباس والے) مجاہد کہاں ہیں؟ ہم سخت سے سخت حملہ کرتے تھے، لیکن وہ سبز پوش بڑے اطمینان سے ہمارے حملہ کو ناکارہ بنا دیتے اور ہمیں پسپائی پر مجبور کر دیتے اور انتہا یہ ہے کہ بھارتی ہوا باز نے پاکستان کے ایک معروف شہر پر تقریباً اڑھائی سو بم گرائے ہیں لیکن اللہ کے فضل سے اُس شہر کے ہوائی اڈے کا بال بھی بیکا نہیں ہوا۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور، 29 نومبر، 1965ء۔ مزید دیکھیے مجلہ النظامیہ، ستمبر 2019ء[1])

شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ نے فرمایا: جب ہندوستان سے پاکستان کی جنگ شروع ہوئی تو میرے والدِ گرامی (مجاہدِ اعظم خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی) علیہ الرحمہ مجھے خواب میں ملے اور فرمایا: ہم جہاد پر جا رہے ہیں، تم بھی مکمل تیاری کر کے آؤ۔ مَیں نے کہا: غریب نواز! پاکستان والے اسلام کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے، اِن کی طرف سے جہاد کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: (جیسے بھی ہیں، آخر پاکستان) مسلمانوں کے سر چھپانے کی جگہ تو ہے نا! (فوز المقال فی خلفائے پیر سیال، ج:3، ص:234)

نصرتِ الٰہی کا سبب... تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت

اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ عقیدۂ ختمِ نبوت کا تحفظ بھی ہے، دین کے اِس بنیادی عقیدہ کے تحفظ کے لیے کوشش کرنے والے کو ربّ تعالیٰ کی طرف سے بھی مدد ملتی ہے اور رحمتِ عالم ﷺ کی بارگاہ سے بھی دعائیں نصیب ہوتی ہیں۔

عقیدۂ ختمِ نبوت کا مفہوم ہے: اللہ تعالیٰ نے سیدِ عالم ﷺ کو سب سے آخری نبی بنایا، آپ ﷺ کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی آیا ہے اور نہ ہی قیامت تک آئے گا، نہ نئی شریعت والا آ سکتا ہے نہ آپ کی شریعت کا تابع بن کر۔ عقیدۂ ختمِ نبوت کو اسلام میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ جو بدنصیب یہ کہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبی تھا، یا ہے، یا ہو گا، یا آپ کے بعد کسی نبی کی آمد کو ممکن سمجھے وہ کافر ہے، حتّٰی کہ جو خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد کو ممکن جانے اُسے مسلمان سمجھنے والا بھی کافر ہے، بلکہ اُس کے کفر میں شک کرنے والا، بلکہ جو یہ کہے: "مجھے معلوم نہیں کہ وہ مسلمان ہے یا کافر" وہ بھی کافر ہے؛ کیونکہ وہ قرآن کریم کی واضح آیات اور نبی کریم ﷺ کے صریح ارشادات کا اِنکار کر رہا ہے۔

سیدنا فیروز کو بشارت: رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ اقدس میں یمن کے اندر اَسْوَد عَنْسی نے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا، جانِ جہاں ﷺ نے اہلِ یمن کو حکم فرمایا کہ اُسے قتل کر دیں۔ چنانچہ سیدنا فیروز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے واصلِ جہنم کر دیا۔ اُدھر اَسْوَد یمن میں مارا گیا اور اِدھر مدینہ منوّرہ میں اُسی رات کو نبی غیب داں ﷺ نے اُس کے مارے جانے کی خبر بھی دی اور مارنے والے کا نام لے کر اُس کی تعریف بھی فرمائی۔

[1] پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/11m0zY24IRU5GGZetu33B2SrRvR4HSVie/view?usp=sharing

شہزادۂ فاروقِ اعظم سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: أَتَى الْخَبَرُ النَّبِيَّ ﷺ مِنَ السَّمَاءِ اللَّيْلَةَ الَّتِيْ قُتِلَ فِيْهَا الْعَنْسِيُّ، لِيُبَشِّرَنَا۔ جس رات اسود قتل ہوا، اُسی رات کو آسمان سے نبی کریم ﷺ کو اِطلاع مل گئی تھی؛ تاکہ آپ ہمیں خوش خبری سنائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ ارشاد فرمایا: قُتِلَ الْعَنْسِيُّ الْبَارِحَةَ، قَتَلَهُ رَجُلٌ مُّبَارَكٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتٍ مُبَارَكِيْنَ۔ ”(اسود) عَنسی مارا جاچکا ہے، اُسے بابرکت گھرانے کے ایک بابرکت شخص نے قتل کر دیا ہے۔“ عرض کی گئی: کس خوش نصیب نے قتل کیا ہے؟ فرمایا: فَيْرُوْزُ، فَازَ فَيْرُوْزُ۔ ”فیروز نے قتل کیا ہے، فیروز کامیاب ہوگیا۔“[1]

(کنز العمال، حدیث: 37473، البدایۃ والنہایۃ، ج:9، ص:436، دار ہجر۔ تاریخِ طبری، ج:3، ص:236، دار التراث)

پشت پناہی: ایک موقع پر قادیانیوں کا ایک وفد عالمِ ربّانی پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ایک اندھے اور ایک اپاہج (لنگڑے) کے حق میں آپ دعا کریں، دوسرے اندھے اور لنگڑے کے حق میں مرزا قادیانی دعا کرے گا، جس کی دعا سے اندھا اور لنگڑا ٹھیک ہو جائیں وہ سچا ہو گا، اس طرح حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا: یہ بھی منظور ہے، قادیانی سے یہ بھی کہہ دو کہ اگر مُردے زندہ کرنے ہوں تو آجائے، ہم اِس کے لیے بھی تیار ہیں۔

آپ سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: یہ دعویٰ میں نے از خود نہیں کیا تھا، بلکہ عالمِ مکاشفہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے جمال باکمال سے میرا دل اِس قدر قوی اور مضبوط ہو گیا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا کہ اگر اس سے بھی کوئی بڑا دعویٰ کرتا تو اللہ تعالیٰ ایک جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف ضرور مجھے سچا ثابت کرتا۔ مجھے یقینِ کامل ہے کہ جو شخص تحفظِ ختمِ نبوت کا کام کرتا ہے، اُس کی پشت پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ ہوتا ہے۔[2]

یومِ تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت... نصرتِ الٰہی کی عظیم یادگار

تاریخ میں 20 سے زیادہ ایسے دجّالوں کا تذکرہ ملتا ہے جنھوں نے خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری کے بعد نبی ہونے کا جھوٹا دعوی کیا، تاہم اِن میں سب سے زیادہ خطرناک فتنہ مرزا قادیانی کا ہے۔ مرزا کے ماننے والے پاکستان کی آزادی کے سخت خلاف تھے، البتہ پاکستان بننے کے بعد اِسے نقصان پہنچانے کے لیے کلیدی عہدوں پر قابض ہوگئے۔

---

[1] یہ اندازِ محبت ہے کہ پہلے ابہام رکھا؛ تاکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو تجسّس ہو اور وہ پوچھیں۔ پھر دو مرتبہ نام لیا، حالانکہ دوبارہ ضمیر لائی جاتی ہے۔

[2] ملاحظہ کیجیے: http://khatm-e-nubuwwat.org/LeafLet/text/10Mujahdeen-kn/10-07.htm

پاکستان بننے کے بعد قادیانیوں کی سرگرمیاں بڑھتی گئیں، اُنھوں نے ربوہ میں ریاست کے اندر ایک ریاست قائم کرلی اور پاکستان کی مخالف خفیہ ایجنسیوں کے ایجنڈا پر عمل کرنے لگے۔ پاکستان میں اُن کے خلاف 1953ء میں مفتیٔ اعظم پاکستان ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ کی قیادت میں تحریکِ ختمِ نبوت چلائی گئی اور قادیانیوں پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا، افسوس کہ حکومت نے اپنی ہی عوام کے خلاف طاقت کا بے دریغ استعمال کیا اور تقریباً دس ہزار عاشقانِ رسول ﷺ شہید ہوئے۔

دوسری بار 1974ء میں تحریکِ ختمِ نبوّت چلی۔ 30جون 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قائدِ ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ نے ایک قرارداد پیش کی، جس میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس پر پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے قادیانیوں کے عقائد کا بغور مطالعہ کیا اور قادیانی خلیفہ کو اپنے اجلاس میں بلوا کر اُس کا موقف سنا۔

تمام مراحل طے ہونے کے بعد 7 ستمبر 1974ء کو ارکانِ قومی اسمبلی کی رائے شماری ہوئی اور اسپیکر نے تمام اراکین کے اتفاق سے قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔

قادیانیوں کو آئینی طور پر کافر قرار دینے کے بعد اُنھیں شعائرِ اسلام کے استعمال اور اُن کی توہین سے روکنے کے لیے 26 اپریل، 1984ء کو حکومت پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کے مطابق قادیانی نہ تو خود کو مسلمان کہہ سکتے ہیں نہ ہی اپنے مذہب کی دعوت دے سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے مذہب کے لیے اسلامی شعائر اور اصطلاحات استعمال کر سکتے ہیں۔

قادیانیوں نے اس پابندی کے خلاف وفاقی شرعی عدالت، لاہور ہائی کورٹ، کوئٹہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ نے فیصلہ دیا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں جب کہ دھوکا دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کسی کے حقوق سلب ہوتے ہیں... جب کوئی قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا ہے تو یہ علانیہ رسول اکرم ﷺ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقضِ امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے۔ ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔ (ظہیر الدین بنام سرکار 1993ء SCMR 1718[1])

7 ستمبر کا دن درس دیتا ہے کہ ہم تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت کے لیے ہر وقت تیار رہیں اور قادیانیوں کی تمام سازشیں ناکام بنائیں۔

---

[1] http://urdulook.info/forum/showthread.php?t=1506

نصرتِ الٰہی کا سبب... کمزوروں کی مدد

اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ یہ بھی ہے کہ کمزور اور خستہ حال مسلمانوں سے تعاون کیا جائے، پریشان حال مسلمانوں کی پریشانی دُور کی جائے اور آفات کا شکار ہونے والوں کی بحالی کے لیے کوششیں کی جائیں۔

سیدنا مُصعَب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عہدِ رسالت مآب ﷺ میں ایک شخص کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مَیں (بہادری، دولت اور سخاوت وغیرہ میں) فلاں (کمزور) شخص سے برتر ہوں۔ سیدِ عالم ﷺ نے اُنھیں اور دیگر کو سمجھانے کے لیے فرمایا: «هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ»[1] "اِنہی کمزوروں کی برکت سے تمھاری مدد کی جاتی ہے اور اِنھیں کی برکت سے تمھیں رزق دیا جاتا ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث:2896) لہٰذا اِنھیں کمتر نہ سمجھو، بلکہ اِن کی تکریم کرو اور اِن کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو۔

سیدنا ابو درداء عُویمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «اِبْغُونِي فِي الضُّعَفَاءِ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ» (المستدرک علی الصحیحین:2509) یعنی "میری رضا اور خوشنودی، کمزوروں (کی خدمت کرکے اُن) میں تلاش کرو، اِنھیں کی برکت سے (دشمنوں کے خلاف) تمھاری مدد کی جاتی ہے اور اِنھیں کی برکت سے تمھیں رزق دیا جاتا ہے۔" (ترجمہ ماخوذ از مرقاۃ المفاتیح)

مسلمانوں کی مشکلات حل کرنے اور اُن کے لیے آسانی فراہم کرنے والے خوش نصیب کو دُنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی عنایات نصیب ہوتی ہیں اور آخرت میں اُسے بے حساب اجر ملے گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مالکِ عرب و عجم ﷺ سے روایت کیا: «مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ...» یعنی "جو کسی مسلمان کو دنیاوی تکلیف سے چھٹکارا دلائے اللہ تعالیٰ اس سے روزِ قیامت کی بڑی مصیبت دور فرمائے گا، اور جو کسی تنگ دست پر آسانی کرے اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں اس پر آسانی فرمائے گا، اور جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ جل جلالہٗ اِس کی مدد فرماتا ہے۔" (صحیح مسلم، حدیث:7028)

موجودہ صورتِ حال: پاکستان میں حالیہ بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورتِ حال کے بعد اہلِ پاکستان نے جس طرح اپنے سیلاب زدہ بھائیوں کے ساتھ تعاون کیا ہے، وہ خوش آئند ہے اور ربّ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے، اب حکومت کی ذمہ داری ہے کہ یہ امداد پوری دیانت داری کے ساتھ مستحقین تک پہنچائے، نیز اُن کی بحالی کے لیے ٹھوس اقدامات کرے۔

---

[1] وفی روایۃ النسائی: «إِنَّمَا نَصَرَ اللهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ.» (سنن نسائی، حدیث:3178)

حرفِ آخر

انسان ہر روز، بلکہ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ورحمت کے نظارے کرتا ہے، مگر اکثر لوگ بے توجہی کا شکار رہتے ہیں اور ایمان کی ترقی حاصل نہیں کرپاتے۔ انسان اپنی ذات میں ہی غور کرے! اُس کے کھانے کی چیزیں کیسے پیدا ہوتی ہیں؟ کیسے تیار ہوتی ہیں؟ کھانے کے بعد کیسے ہضم ہوتی ہیں اور پھر کس طرح اُس کے جسم کے لیے طاقت کا ذریعہ بنتی ہیں؟ چند لمحے صرف اپنی ذات میں غور کرنے کے بعد انسان بلا اختیار کہہ اُٹھتا ہے کہ یہ میرے بس کی بات نہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہی ہو رہا ہے۔

یقیناً زندگی کے کسی بھی لمحے میں انسان اللہ تعالیٰ کی مدد اور اُس کی رحمت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ جب ہمارا ایمان ہے کہ دُنیا و آخرت کی کامیابی اللہ تعالیٰ کی مدد اور اُس کی رحمت سے ہی ہے تو وہ کام کرنے چاہییں جن کی برکت سے ربّ تعالیٰ کی مدد اور رحمت نصیب ہوتی ہے۔

چنانچہ ہمیں چاہیے کہ دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے ہر ممکن کوشش کریں، اپنی ذات سے آغاز کرکے اسلام کے نام پر بننے والے اِس پیارے وطن میں نظامِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نافذ کرنے کے لیے جدّ و جُہد کریں اور نظامِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے کوشش کرنے والوں سے تعاون کریں۔ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ اور قادیانی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے جو ہو سکتا ہے کریں۔ نیز مشکلات کا شکار مسلمان بھائیوں کی مدد کرکے اُن سے دعائیں لیں۔

اللہ تعالیٰ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ اور اور پاکستان کی بِنا و بَقا کے لیے جانیں پیش کرنے والے تمام شہیدوں کے درجات بلند فرمائے۔ ربّ تعالیٰ سیلاب زدگان کی مشکلات کو آسان فرمائے اور ہمیں اُن کی مدد کرنے کی توفیق سے نوازے۔ مالکِ قُدّوس مُلکِ پاکستان کو ہر قسم کے بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر و فلسطین سمیت دنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم